بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَارَآہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ

بہر رنگ کہ خواہی جامہ مے پوش

من انداز قدت را مے شناسم

ملقب بہ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

ایک غیر مُقلّدہ وہابیہ عورت کا پُوری شریعت پر مزہ دار عمل

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی یہ نافع رسالہ ہدایت قبالہ اصلی حَنَفِیّت و وہابیّت کا فرق بتانے والا مُسمّٰی بہ اَلسَّھْمُ الشِّھَابِیْ عَلٰی خِدَاعِ الْوَھَابِیْ ملقب بہ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ ہے۔ جسمیں مولوی احمد علی دروازہ شیرانوالہ لاہور کے رسالہ اصلی حَنَفِیّت کا مکمّل رَدّ اور مولوی صاحب کا حنفیت نُما وہابیّت فروش ہونا ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ

(۱) ہر بدعت بدعتِ سیّئہ نہیں۔

(۲) اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

(۳) نیک کام بُرے کام کی مقارنت سے بُرا نہیں ہو جاتا۔

(۴) تعامل اہل حرمین باعثِ حُجّت ہے۔

(۵) تقلید کی صحیح حقیقت۔

(۶) قول امام اذا صح الحدیث فھو مذھبی کا مطلب۔

(۷) ایصالِ ثواب، تیجہ، دسواں، گیارہویں۔

(۸) مجلسِ میلاد و قیام۔

(۹) اِستمداد از اَولیاء کرام۔

(۱۰) حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی عبدیّت و بشریّت کی حقیقت وغیرہ بیان کر کے اِن اُمُور کے کرنے کو واضح کر دیا گیا ہے اور اس میں احمد علی کا مُثبت اور علمی رَدّ کر

دیا ہے تاکہ عوام اُن کے جال سے بچیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اہلِ حق کے لئے انکشافِ حق کا سبب بنائے، آمین!

مولوی ابو البرکات سید احمد صاحب قادری رضوی الوری

اصلی حَنَفِیّت کا مکمّل جواب

مولوی احمد علی مہاجر ہندی ساکن دروازہ شیرانوالہ لاہور نے "اصلی حنفیت" نام سے ایک ۳۸ صفحہ رسالہ عرصہ ہوا کہ شائع کیا تھا اور انجمن ہٰذا نے مختصر جواب اپنے رسالہ نمبر ۶ مُسمّٰی بہ "اثبات قبہ جات" میں دیا تھا۔ لیکن اکثر احباب نے درخواست کی کہ اس رسالہ کا مکمّل اور مُدلّل جواب لکھا جائے۔ چنانچہ اُن کے اصرار پر یہ رسالہ لکھ کر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مہاجر ہندی صاحب نے زیرِ عُنوان "اِسلام پنجاب کے ضروری ارکان" مُسلمانانِ لاہور کو بالخصوص اور باشندگانِ پنجاب کو بالعموم مندرجہ ذیل اُمور کو ارکانِ اِسلام ماننے کا الزام لگایا ہے اور اپنے زعم باطل سے اُن کو بدعتی، بے دین بتایا ہے، ہمیں اِس کی شکایت نہیں کہ اُنھوں نے یہ کیوں لکھا اس لئے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں یہ عام وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کا قدیمی شیوہ ہے کہ وہ اپنی تحریرات میں نہ صرف عامہ مسلمین بلکہ انبیاء کرام اور اولیاء ذوی الاحترام کو برا بھلا کہتے، توہین و تحقیر کرنے میں دریغ نہیں کرتے پس اگر ہم غریب سُنیوں کو برا بھلا لکھ کر دل آزاری کریں تو کیا تعجب ہے لیکن یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علم میں پنجاب میں بھی اسلام کے وہی ارکان ہیں جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ زاد اللہ لہما تعظیما وتشریفا میں اسلام کے ارکان

مانے جاتے ہیں اور جو کتبِ عقائد میں مذکور ہیں کہ اِس دِل آزار رسالہ میں مولوی صاحب نے عالمانہ طریقِ تحریر کو ترک کر کے حنفی مسلمانوں بالخصوص وابستگانِ صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم کی طعنہ زنی سے کام لیا ہے کاش! آپکو معلوم ہوتا کہ

طعنہ زنی شیوہ جہلاء زمان است علماء را
مردانہ وار بدلائل شرعیہ باید پرداخت

تو ایسا نہ کرتے جن اُمور کا اِس رسالہ میں ذِکر ہے وہ کوئی آپ ہی کی جِدّت طرازی اور آفرینی طبع کا نتیجہ نہیں بلکہ فرقہ وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ ہمارے صُلحاء کرام کے اذکار و وظائف مُستحسنہ پر اپنی شقاوتِ قلبی کے باعث ہمیشہ ہر قسم اعتراضات کرتے چلے آئے ہیں۔

چنانچہ تقویۃ الایمان مُصنّفہ اسمٰعیل دہلوی اِسی قسم کے فوائدِ فساد آمیز سے مملوّ ہے جن کے صدہا دندان شکن جواب حنفی عُلماءِ کرام نے لکھے مگر چند روز گزرنے پر جب وہ باتیں عوام کو فراموش ہو جاتی ہیں تو فرقہ وہابیہ اور اُن کے وظیفہ خوار معاونین کسی دوسرے لباس میں عیسائیوں کی طرح از سرِ نو اُس فتنہ کو تازہ کرنے کیلئے کوئی رسالہ یا اشتہار چھاپ کر مُفت تقسیم کر دیتے ہیں تا کہ اسلام سے بے خبر عوام بآسانی دامِ تزویر میں پھنسیں چنانچہ مولوی صاحب کا یہ رسالہ ”اصلی حنفیت،، بھی اِسی قسم کے صیاد کیاد کے دامِ تزویر کا ایک دانہ ہے۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اُمید ہے کہ مولیٰ عزّوجل مولوی صاحب کے اصلی حنفیت کے مغالطات سے

عوام مسلمانوں کو اسی رسالہ کے ذریعہ ہدایت اور مولوی صاحب کو توفیقِ رجوع الی الحق عطا فرمائے۔ یقین ہے کہ مسلمان اِس رسالہ کو شروع سے آخر تک بغور مطالعہ فرمائیں گے۔

والسلام

حررہ العبد الراجی رحمتہ ربہ القوی

ابو البرکات سید احمد سنی حنفی الوری

صحیح تقلید اور سچا اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الروف الکریم لیلا ونہارا والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی حبیبہ الوجیہ العطوف الرحیم محمد والہ سرا وجہارا

اما بعد! ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

حتی المقدور حسبِ ہمت وطاقت میرا قصد اصلاح کا ہے اور نہیں ہے توفیق میری مگر اللہ تعالیٰ سے!

محترم سنی بھائیو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ!

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ ...... وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۞

اللہ کے نزدیک دین پسندیدہ اسلام ہے...... جو کوئی اس کے سوا دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانیوالوں سے ہوگا۔

دین کی باریکیوں کا سمجھنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ورنہ یہ ارشاد نہ ہوتا کہ

ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۞

آیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۞

یہ مثالیں بیان کرتے ہیں ہم واسطے آدمیوں کے اور نہیں سمجھتے اسے مگر علم والے

فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞

اہلِ ذکر علماء سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

اے بصیرت والو عبرت پکڑو! وغیر ذلک من الایات

اور علماء کو ورثۃ الانبیاء ہادی و مرشد قرار نہیں دیا جاتا۔ استخراجِ احکام قرآن وحدیث سہل نہیں۔ فہم لطائف ونکاتِ شرعیہ منصب علماء دین ہے استنباط احکام مخصوص بائمہ مجتہدین کہ ان کی خطاء فی الدین پر بھی ثواب مترتب اور منصب عوام ان ائمہ کی تقلید وپیروی میں منحصر جیسا کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہوا۔ جو مسائل مجتہدین امت نے بعد غور وخوض کامل باستقراءِ ادلہ شرع ومواضع اجماع ورعایت وجہ ترجیح وتطبیق ودفع تعارض وتمیز ناسخ ومنسوخ وعلم اقسام نظم ومعنی وانواع حدیث ودریافت مورد ومقتضی وشانِ نزول وعلم تقدیم وتاخیر وغیر ذالک من العلوم الفنون استنباط کیلئے وہ واجب القبول ہے۔ ہر دانشمند جانتا ہے کہ صرف زبان دانی فہم مراد اور تعیینِ مطلب شارع کیلئے کافی نہیں۔ ورنہ یہ ارشاد شارع علیہ السلام نہ ہوتا

رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ

بہت سارے پہنچانے والے سننے والوں سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں

اور مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

جو قرآن کی تفسیر بغیر علم کرے وُہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

رہا اختلافِ ائمہ فرعیات میں وہ باعث رحمت ہے۔ اصُول میں اختلاف رُونما کرنا اور پھر مدعی تقلید بننا اور یہ کہنا کہ عین کتاب وحدیث پر عمل پیرا ہونا چاہئے پھر اجماع وتقلید کی طرف نظر کرنا۔ عوام کو شُتر بے مہار بنانا دین میں رخنہ ڈالنا ہے۔

وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۞

اِس وقت ہمارے پیشِ نظر ایک رسالہ ہے جس کا نام "اصلی حنفیت" رکھا گیا ہے۔ اور در حقیقت اِس میں گندم نمائی جو فروشی سے کام لیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ تقلید وحنفیت اصلی یہ ہے کہ ہر عامی قرآن وحدیث پر عمل کرے اُن سے مسئلہ نکالے اور اگر بالفرض اپنی کوتاہ نظری وکم فہمی سے وہاں سے مسئلہ سمجھ نہ آئے تو پھر غیر مجمع علیہ مسئلہ میں امام صاحب یا اُن کے مقدس شاگردوں میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے

مجلسِ میلاد شریف اُس میں قیام

نمازوں کے بعد آواز سے درُود شریف پڑھنا

گیارہویں شریف کرنا

وظیفہ یَاشَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا اور وظیفہ امداد کُن پڑھنا

تیجہ، چالیسواں کرنا (جیسا صدہا سال سے اہلِ اسلام دیارِ عرب وعجم میں یہ تجویز علماء ربانیین سے مستحسن سمجھ کر کرتے چلے آئے ہیں) سب بدعات اور خلافِ حنفیت اور ہر بدعت بدعتِ سیہ ہے۔ اور گویا اِس کے ارتکاب سے ترکِ سُنّت لازم ہوتا ہے۔ اور انہیں اصُول پر حنفیت کا دارومدار ہے۔ مُقلّدین اہلِ اسلام جانتے ہیں۔ کہ یہ وہی باتیں دُہرائی جارہی ہیں جن کو محمد ابن عبد الوہاب شیخ رئیس قرنُ

شیطان نے ایجاد کیا تھا۔ اور تقلید کی آڑ لے کر تمام مسلمانانِ عالَم کو جو اِس کے ہم نوا وہم عقائد نہ تھے مُشرک ٹھہرایا تھا اور اب بھی اِس کے چیلے ہم نوالے وہم پیالے اِسی دُھن میں لگے ہوئے ہیں جیسا کہ تصنیفات وہابیہ اور اُن کی تردیدی کتب سے ظاہر وباہر ہے۔ اگرچہ یہ مسائل ایسے نہیں کہ ان پر علماء حقانی مقلدین ائمہ اربعہ روشنی نہ ڈال چکے ہوں لیکن بغرضِ احقاقِ حق ونفعِ مسلمین چند ضروری باتیں عرض کرنا ضروری ہیں۔ واللہ المعین

(۱) ہر بدعت بدعتِ سیہ نہیں معہ تعریفِ بدعت واقسامِ بدعت

(۲) اصل اشیاء میں اباحت ہے

(۳) نیک کام بُرے کام کی مقاربت سے بُرا نہیں ہوتا

(۴) تعامُلِ اہلِ حرمین باعث حُجت ہے

(۵) تقلید کی صحیح حقیقت وکیفیت

(۶) قولِ امام اذاصح الحدیث فھو مذھبی کا مطلب

(۷) ایصالِ ثواب، تیجہ، دسواں، گیارہویں

(۸) مجلسِ میلاد شریف وقیام

(۹) طلب امداد از اولیاء وحکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر...... رحمہ اللہ تعالی

(۱۰) رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی بشریت وعبدیت کی حقیقت

(تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ)

تعریفِ بدعت واقسامِ بدعت

لفظِ بدعت اِصطلاحِ شریعت میں دو معنی میں اِستعمال کیا جاتا ہے۔

ایک معنی یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ خود اِس فعل کو کیا ہو نہ اِس کی اجازت دی ہو۔

یا بمعنی دیگر یہ کہ حضور کے عہدِ مبارک میں نہ پایا گیا ہو۔ دوسرے معنی یہ کہ افعالِ صحابہ و اقوالِ مجتہدین کے خلاف ہو۔ بدیں وجہ اِس کی دو قسمیں قرار پائیں

ایک اصلاً بدعتِ حسنہ

ایک بدعتِ قبیحہ سیئہ

علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں فرمایا:

بدعٌ و بدعۃٌ بکسر الباء فی الشرع ھی احداث مالم یکن فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی منقسمۃ الی حسنۃ وقبیحۃ۔

یعنی بدعت وہ امر ہے جو عہدِ رسالت میں نہ بنا۔ اور وہ دو قسم پر ہے حسن اور قبیح

علامہ بیہقی نے مناقبِ شافعی میں فرمایا:

کہ امام شافعی نے فرمایا: اُمورِ بدعیہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو مخالف کتاب یا سُنّت یا اثر یا اجماع کے ہوں۔ اور یہ بدعتِ ضالہ ہے۔

دوسرا وہ امرِ جدید کہ خیر جس میں کسی کو خلاف نہیں یہ بدعتِ محدثہ غیر مذمومہ ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دربارہ تراویح و جماعت تراویح نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ فرمایا ہے۔

نیز حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ لِعُمَرَ: کَیْفَ نَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟

فَقَالَ عُمَرُ: ھٰذَا وَاللّٰہِ اخَیْرٌ ...... الحدیث

یعنی جب حضرت عمر نے جمع قرآن کو فرمایا:

میں نے کہا: ہم ایسا امر کیسے کریں کہ جس کو حضور نے نہ کیا؟

پس حضرت عمر نے فرمایا: قسم بخدا یہ امر خیر ہے۔

پھر بدعات سے بعض واجب ہیں بعض حرام، بعض مندوب و مستحب، بعض مکروہ بعض مباح، جیسا کہ سیرت شامی وغیرہ میں ہے کہ بدعت اُمورِ دینی و شرعی میں ہوتی ہے۔ اور اُمورِ دنیاوی میں امرِ جدید بدعت نہیں اور بدعت حسن و قبیح کی طرف منقسم ہے۔ پس بعض بدعات سے واجب ہیں بعض محرمہ بعض مندوبہ بعض مکروہ بعض مباحہ۔

اور اُمورِ جدید محدثہ دینیہ اگر کتاب یا سُنّت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہونگے بدعتِ ضلالت ہونگے اور مردود اور اگر ان کے خلاف نہ ہونگے پس وہ مردود نہیں۔ اور جو اُن میں سے خیر ہوں گے پس وہ بدعتِ محمودہ ہے۔ اور بدعتِ حسنہ کے استحباب پر اتفاق ہے۔

پس وہ امر جس کو کہ ہمارے زمانہ کے بدعتیوں نے اختراع کیا کہ ہر امرِ جدید اُمورِ دین و دنیا میں بدعتِ ضلالت و قبیح ہے۔ اِس کا منشا جہل اور اعجاب بالرائے ہے اور اللہ و رسول پر جراءت کرنا جَلَّ جَلَالُہٗ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اِسی بنا پر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فتویٰ جوازِ عرس میں تحریر فرمایا:

دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند

ختم کلام اللہ کنند وفاتحہ برشیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درحاضرین نمایند.ایں قسم معمول درزمانہ پیغمبر خداصلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین نہ بود.اگر کسے بایں طور کند باك نیست زیراکہ دریں قسم قبیح نیست بلکہ فائدہ احیاء واموات راحاصل میشود.

"دوم یہ کہ اجتماعی حالت میں بہت سارے لوگ جمع ہو کر قرآن پاک اللہ کے کلام کی تلاوت مکمل کر کے قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور شیرینی یا کھانے پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں، یہ صورت اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ تھی، البتہ کوئی شخص اس طرح کرے تو کوئی خوف ڈر نہیں کیونکہ اس میں کسی طرح کی کوئی برائی نہیں بلکہ زندوں اور مرے ہوؤں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے"

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں فرمایا:

قائل کا یہ قول کہ یہ بدعت ہے۔اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہ تھا۔غیر صحیح ہے۔اس لئے کہ ہر مباح امر جو صحابہ سے منقول نہ ہو۔بدعت نہیں ہو سکتا۔بلکہ محذور اس صورت میں ہے۔جبکہ سنت ماثورہ کا مزاحم ہو۔

پس یہ خیال کر لینا کہ جو امر مباح غیر منہی عنہ بعد خیر القرون جاری ہوا ہو اس میں خیر نہیں اور وہ قبیح و مذموم ہے، خلاف اجماع بلکہ خلاف قول رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

کہ حضور نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا وَ مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَلَہٗ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا.

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا پس اس کو اس کا ثواب اور اس پر تمام عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے برا طریقہ نکالا اس پر اس کا گناہ اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا۔

نیز فرمایا:

مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ غَیْثٍ لَا یُدْرٰی اَوَّلُھَا خَیْرٌ اَوْ وَسَطُھَا اَوْ آخِرُھَا.

میری امت کی مثل مانند مینہ کے ہے نہیں جانا جاتا کہ اس کا اول خیر ہے یا اوسط یا آخر

نیز فرمایا:

مَارَآہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ

اور جس امر کو مسلمان مستحسن سمجھے۔پس وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں فرمایا:

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ

اور یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ

یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو جو اس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخی ہوگا۔

اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے، جو الگ ہوا دوزخی ہے۔

شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

مقصود یہ ہے کہ جس جانب میں اکثر علماء ہوں اس کی پیروی کرو۔کسی پلید کا

یہ کہنا کہ سوادِ اعظم ایک فرد بھی ہو سکتا ہے۔ جہالت وسفاہت پر مبنی ہوگا۔ تحریر بالا سے مختصراً یہ امر بھی ظاہر ہو گیا کہ ہر وہ امرِ دینی جو بعد قرون ثلثہ ہِبلا عموماً مذموم نہیں ہو سکتا۔ اور اب کہنے والا احدیث واقوالِ سلف سے بے خبر ہے۔ یا باخبر ہے یا معاند ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ

میری اُمّت مرحومہ گمراہی پر اجتماع نہ کرے گی۔

علّامہ قاری نے بذیل حدیث مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃً فرمایا:

اس حدیث میں اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جو امر کتاب وسنّت کے مخالف نہ ہوں اُس کا کرنا مذموم نہیں۔

ہدایۃ المرید شرح جوہرۃ التوحید میں فرمایا:

وہ لوگ جاہل ہیں کہ جو ہر اُس امر کو جو زمانہ صحابہ میں نہ تھا بِلا قیامِ دلیل بدعتِ مذمومہ ٹھہراتے ہیں۔

شرح مقاصد میں فرمایا:

ہم اِس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ مجرد ایسا فعل کرنا جس کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہ کیا ہو وہ حنفیوں کی مخالفت اور اتّباعِ نبوی کا ترک ہے اور ایسا جب ہو کہ منھی عنہ کو کیا جائے اور مامور بہ کو ترک کیا جائے۔ اور یہی مطلب حدیث فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ" کا ہے۔ یعنی وہ نئی چیز ایجاد کرنا جو خلافِ دین وخلاف اجماع مسلمین ہو۔ مامور بہ یا منھی عنہ کے خلاف ہو۔ اور اگر بدعت کے یہ معنی لئے جائیں کہ جو چیزیں رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود نہ کیں، خود نہ فرمائیں بعد

کی بنائی ہوئی ہوں،

تو سب سے اوّل قرآنِ مجید کو جو بہیئتِ اجتماعی موجود ہے بدعت کہا جائے گا۔

تمام کُتُبِ حدیث بدعت ٹھہریں گی۔

تقلیدِ ائمہ ممنوع ہوگی۔

تراویح کا بجماعت رمضان میں بہیئت موجودہ پڑھنا بدعتِ سیئہ ہوگا۔

مسجدوں کا پختہ بنانا وغیرہ وغیرہ بہت وہ اُمور جو بزمانۂ نبوت بہیئت موجودہ حال نہ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے یا اُس کے بعد رائج ہوئے۔ بدعتِ سیئہ ہوگئے۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم

اگر خوفِ خدا وشرمِ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہوتی۔ اقوال وافعالِ نبویہ پر نظر ہوتی تو کبھی ایسی جر□ت نہ ہوتی جیسے وہابیہ بیدین تقلید کا نام بدنام کرکے کہہ رہے ہیں اُمّتِ مرحومہ کو اُمّتِ ملعونہ قرار دے رہے ہیں۔ اور حنفیت کا نام لیتے ہیں برادرانِ اسلام، اسلام کا صحیح راستہ اتّباعِ نبی کریم وپیروئی اصحاب واہلِ بیت اور تقلید ائمہ اربع میں ہے جس کی صحیح تعلیم وتلقین علماء ربانیین اہلسنت نے فرمائی۔ اور ہمارے لئے اسلاف کرام جمہور اہلسنت کا اتّباع مطابق ارشاداتِ نبی کریم لازم وضروری ہے جو اِس سوادِ اعظم سے علیحدہ ہوا دوزخی بنا۔

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ حکم صریح ہے علی ھذا عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔

اور اِنَّ اُمَّتِیْ لَنْ تَجْتَمِعَ عَلَی الضَّلَالَۃِ فَاِذَا رَاَیْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ

بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

اور سوادِ اعظم کا اجماع کہ وُہ بدعت بدعتِ سیۂ نہیں، تقلید ائمہ لازم، اَقوالِ اَسلاف قابلِ حُجت ہیں۔ کما لا یخفی

حدیث صحیح میں وارد ہے:

مَنْ خَالَفَ الْجَمَاعَةَ قِیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ۔

جس نے جماعت کی بالشت برابر مُخالفت کی اُس نے اِسلام کے عہد کو اپنی گردن سے علیٰحدہ کر دیا۔

اصل اشیاء میں اباحت ہے نہ کہ حُرمت

جس عمل کے فعل وترک میں کچھ حرج شرعی نہ ہو اور دلیل حسن وقبح مفقود ہو وہ شرعاً عند الجمہور مباح وجائز ہے۔ اور اسی کا نام اباحت اصلیہ شرعیہ ہے۔ جس کے فعل وترک کا اختیار ہے۔

مسلم الثبوت میں فرمایا:

اباحت حکم شرعی ہے اس واسطے کہ وہ خطاب شرع بالتخییر ہے اور اباحت اصلیہ اس کی ہی ایک قسم ہے۔

ترمذی وابن ماجہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ۔

حلال وہ چیز ہے اللہ نے جس کو حلال کیا اور وہ حرام ہے جس کو اللہ نے اپنی

کتاب میں حرام کر دیا۔ اور جس سے سکوت ہوا وہ مُعاف ہے، یعنی مُباح ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بذیل حدیث فرمایا:

وایں دلیل است بر آنکہ اصل دراشیاء اباحت است.

اور یہ دلیل ہے اس پر کہ چیزوں میں مُباح ہونا اصل ہے۔

اسی بنا پر فتح الباری میں فرمایا:

کہ جو بدعت کسی امر مستحسن شرعی کے ماتحت مُندرج ہو، پس وہ بدعتِ حَسَنَہ ہے اور جو بدعت کسی امر مستقبح شرعی کے ماتحت ہو وہ قبیح ہے اور جو ایسی نہ ہو وہ قسم مباح سے ہے (کہ اصل مسکوت عنہ میں اباحت ہے)۔

نیز علامہ نسفی علیہ الرحمۃ نے تفسیر آیت کریمہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ میں فرمایا:

کہ اس حکم میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ کسی شے کی حُرمت وحی وشرع سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ ہواءِ نفس سے۔

نیک کام مقارنت فعل قبیح سے قبیح نہیں ہوتا

جن اہلِ بصیرت نے کتاب وسُنّت کو سمجھا اُنہوں نے حکم دیا کہ نیک کام مجاورت ومقارنت فعل قبیح سے اگر حسن اُس کا اِس فعل کے عدم سے مَشرُوط نہ ہو قبیح نہیں ہوتا حسن ہی رہتا ہے۔ حدیث ولیمہ میں طعام ولیمہ کو شر الطعام فرمایا۔ قبول ضیافت کی تاکید اور انکار پر اعتراضِ شدید فرمایا۔

ردالمحتار میں درباب زیارتِ قبور لکھا: ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا:

زیارتِ قبور اس وجہ سے کہ وہاں منکرات ومفاسد ہوتے ہیں ترک نہ کی جائے اِس لیے کہ قربت ایسے امُور کی وجہ سے ترک نہ کی جائے گی بلکہ انسان پر قربت کا کرنا اور امرِ مذموم کا انکار اور بصورت امکان اس کا دُور کرنا لازم ہے۔

اگر کسی میت کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورتیں ہوں تو یہ حکم نہیں کہ میت مُسلم کے ہمراہ ہی نہ جاؤ۔ اصل اس باب میں یہ ہے کہ مُسلمان امر مُستحسن کو مُستحسن جانے اور قبیح کی مُمانعت کرے۔ اگر مُمانعت پر قادر نہ ہو دل سے بُرا سمجھے۔ لیکن بُرائی کی وجہ سے امرِ خیر کو ترک کرنا مُوجبِ شر ہوگا نہ کہ باعثِ خیر۔

تعامل وتوارث اہلِ حرمین محترمین باعثِ حجت ہے

زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِذَا رَأَيْتَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى شَيْءٍ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ سُنَّةٌ۔

جب مدینہ والوں کو دیکھو۔ کہ وہ کسی شے پر مجتمع ہوگئے تو جان لو کہ وہ سنّت ہے

فقہاء کرام نے توارث وتعامل اہلِ حرمین کو بہت سے مسائلِ دینیہ کے استخراج پر سند جواز وعدم جواز قرار دیا۔

کہیں فرمایا:

لِعَادَةِ اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ

یہ حرمین والوں کی عادت کی وجہ سے مُستحب وغیرہ ہے۔

کہیں فرمایا:

لَا يُسْتَحَبُّ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ مُخَالِفٌ عَمَلَ اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ۔

یہ مُستحب نہیں کیونکہ حرمین والوں کے عمل کے خلاف ہے۔

فتاوے مجمع البرکات میں ہے:

زیارتِ قبور روز جمعہ خصوصاً دوپہر سے پہلے افضل اور وہی متعارف اہلِ حرمین ہے کہ نماز سے پہلے بقیع اور معلےٰ کی زیارت کرتے ہیں۔

اور امام نووی علیہ الرحمۃ نے تو مطلق غریب کے رسم ورواج اور عمل وعادت کو بھی مُعتبر رکھا ہے۔ اور درباب حلت وحرمت اسے بھی ایک معیار قرار دیا ہے۔

علامہ قرطبی بذیل حدیث:

اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَارِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا

ایمان مدینہ کی طرف ایسا سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف۔

فرماتے ہیں کہ اس میں مدینہ والوں کی صحت مذہب اور اُن کی بدعت سے سلامتی اور ان کے عمل پر ہمارے زمانہ میں حجّت ہونے کی تنبیہ ہے۔

یہی وجہ ہوئی کہ جب کسی بدمذہب نا ہنجار نے حرمین محترمین پر تغلّب کیا تھوڑی مدّت میں ذلیل وخوار ہو کر نکلا اور وہاں کا تعامل پھر جاری رہا۔

تقلید کی صحیح حقیقت وکیفیت

تقلید کے معنی ہیں قبول کرنا غیر کے قول کا بلا معرفت دلیل کے۔ اور تقلید شخصی عام آدمی پر باجماع واجب ہے اور اس کا انحصار چار مذہبوں میں ہے۔ حنفی شافعی مالکی

حنبلی جس نے اِن چار سے اعراض کیا وہ حق سے دُور ہو گیا جو کوئی ان کو چھوڑ کر اپنی ہوا کا مُطیع ہوا، اُس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں اور اگر چہ یہ چاروں مذہب باعثِ ہدایت ہیں۔ مگر مُقلِّد کو اِن میں سے ایک مذہب تعیُّن کے ساتھ اختیار کرنا ضروری ہے۔ ۲ گر دو تین راہوں کو اختیار کرے گا۔ صراطِ مُستقیم سے دُور پڑ جائے گا۔ اور ہمیشہ پریشانی وتَفَرقہ میں رہے گا۔ پس جو شخص کہ اُس کو سرمایہ اجتہاد تمام حاصل نہ ہو نہ ناسخ ومَنسُوخ کو جانے نہ احوال تقدیم وتاخیر سے واقف ہو نہ لُغات محاورہ عرب کو سمجھے نہ لیاقت ترجیح اقوال اور معرفت قوت وضعف ادِلّہ رکھے۔ نہ فنُونِ اَدب کو جانے نہ وجُوہ مُخاطب کو پہچانے نہ مواقع تعارُض واسباب ترجیح کو سمجھے۔ بلکہ مُجرد ہواءِ نفس سے کسی ایک حدیث وقول کو دیکھ کر اُس پر عمل کرے کبھی دوبارہ اس کے مخالف ومعارض حدیث وقول کو دیکھ کر اُس پر عمل پیرا ہو۔ کبھی ایک آیت کو دیکھ کر یہ کہنے لگے کہ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۔ تُمہارے لیے تُمہارا دین میرے لیے میرا دین۔ اور سب دینوں کو اچھا سمجھے اور کبھی کُفّار کے قتل وبے دینی کی آیات پڑھ کر اُن کو بے دین کہے۔ اور اپنے آپ کو دیندار تسلیم کرے۔ تو بالضرور مجموعہ احوال اعمال اُس کے ایسے ہوں گے۔ کہ چاروں مذہبوں میں سے کسی پر منطبق نہ ہو سکے اور مذہب ایک مُعجُون مُرکّب بن جائے گا۔ اور ایسا شخص غیر سبیل مومنین کا متبع بن جائے گا۔

علامہ شُعرانی نے میزان میں حضرت زکریا انصاری علیہ الرحمۃ سے نقل کیا:

خبردار مجتہد کے کسی قول پر انکار یا اسے خطا کی طرف نسبت نہ کرنا جب تک شریعتِ مُطہّرہ کی تمام دلیلوں پر احاطہ نہ کرلو جب تک تمام لُغتِ عرب پر جن پر شریعت مشتمل ہے پہچان نہ لو جب تک ان کے معانی ان کے راستہ جان نہ لو۔ بھلا کہاں تم اور

کہاں یہ احاطہ۔ لہٰذا کسی مُدعی حَقیقت کا یہ کہنا کہ ہر عام آدمی قرآن وحدیث پر عمل کرے اس سے مسائل نکالے۔ اور اگر بالفرض اپنی کوتاہ نظری وکم فہمی سے وہاں سے مسئلہ سمجھ میں نہ آئے۔ تو پھر غیر مجمع عَلَیہ مسئلہ میں امام صاحب یا اُن کے مُقدّس شاگردوں میں سے کسی کے قول پر عمل کیا جائے۔ مُقلّدین کو دھوکہ دینا اور غیر مُقلّدی کی تعلیم ہے۔ اور تمام عُلمائے سَلف مقلدین کو کوتاہ نظری وکم فہم بتانا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فتاوٰے حمادیہ میں فرمایا:

بے شک عام آدمی ایک ایسے امام کی رائے پر عمل کرے جو اس کے نزدیک اَعلم ہو۔ اور کسی شے میں اپنی خواہشِ نفسانی سے اُس کا خلاف نہ کرے!

اسی وجہ سے حضرت مُجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مبدا ومعاد میں فرمایا:

کہ اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ کر دُوسرے امام مذہب کے مذہب کو اختیار کرنا مُلحد بنتا ہے۔

کیمیائے سعادت میں فرمایا:

ہر کہ بخلاف اجتہاد خود یا بخلاف اجتہاد صاحب مذہب خود کارے کند او عاصی است۔ پس این بحقیقت حرام است۔

مُجدّد صاحب نے مکتوب ۳۱۲ مکتوبات جلد اوّل میں فرمایا:

ما مقلداں را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرات در اشارت نمائیم۔

خلاصہ کلام یہ کہ جس شخص کو کسی قسم کے اِجتہاد کی قُوّت حاصل نہ ہو (جو صدہا

سال سے مَفقُود) تو وہ مقلد صرف اور عام آدمی محض ہے اگر چہ عالم ہو اس پر با جماع واتفاق محققین مذاہب اَربعہ کے ایک امام معین کا اِتّباع و تقلید لازم ہے۔ اگر غیر مجتہد حدیث پر عمل کرے گا تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ با اتباع کسی امام کے ائمہ اَربعہ سے ہوگا۔ یا بغیر اِتّباع و تقلید کے، بر تقدیر اَوَّل حدیث پر عمل بالذّات نہ ہوا بلکہ بواسطہ قول مجتہد کے ہوا۔ تو یہ شخص عامل بالحدیث قرار نہ اور دعوی حدیث باطل ہوا۔ پس ایسے عمل بالحدیث سے وہ شخص صرف حَنفیت ہی سے خارج نہ ہوا۔ بلکہ قولاً و فعلاً و اعتقاداً تمام اہلِ سُنّت وَالجماعت کے خلاف ہوا۔

اِذَاصَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ

اہلِ اِسلام جانتے ہیں کہ امام صاحب کا یہ قول کمال دِیانت اور تقوٰی پر دال ہے اور اپنے مسائل مُستَنبِطَہ پر کمال وثُوق کی بنا پر ارشاد فرمایا ہے اور یہ حکم و اذن اُنھیں افراد اَحناف کے واسطے ہے۔ جن کو ملکہ اجتہاد حاصل ہو۔ صحیح و غیر صحیح ناسخ و منسوخ مُقدَّم و مؤخر کو پہچانتے ہوں۔ مُطلَق و مُقیَّد کو جانتے ہوں اور نصُوصِ شرعیہ میں اہلِ نظر ہوں۔

شامی میں فرمایا:

ولا یخفی ان ذالك (ای العمل علی قول الامام اذاصح الحدیث) لمن کان اھلا للنظر فی النصوص ومعرفة محکمھا من منسوخھا۔

نہ جیسا کہ رسالہ "اصلی حَنفیت" میں اعلان فرمایا گیا:

ہر عامی قُرآن و حدیث پر عمل کرے اھ

مسلمانو! یہ منصب عوام کا نہیں خواصِ امت مجتہدین کا ہے جس کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ علم قرآن پر سات معنی لغوی و شرعی اور اس کے وجوہ خاص و عام اور اوامر و نواہی نص ظاہر خفی مشکل وغیرہ وغیرہ اور علم حدیث کو ان کے طریق سے اور وجوہ قیاس اور اس کے شرائط منصوصہ پر حاوی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی فرد جماعت حنفیت نے یہ نہیں فرمایا کہ میں عامل بالحدیث یا عامل بالقرآن ہوں۔ اور یہ میرا عمل و مذہب خلاف مذہب و دلیل امام ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو اس اجماع کی ضرورت نہ ہوتی کہ انحصار مذہب چار فرقوں میں ہے۔ انہیں میں سے ایک کی تعیین کے ساتھ تقلید ضروری ہے اور ہر مقلد کو اپنے امام کے مذہب و دلیل پر عمل لازم اور جو ان چاروں مذہب سے علیحدہ ہو وہ دائرہ حقانیت سے خارج ہے۔ جیسا کہ طحطاوی وغیرہ میں تصریحاً موجود اسی بنا پر فقہا کرام نے حکم دیا کہ قاضی مقلد کا حکم اگر خلاف اس کے مذہب متعین کے ہوگا۔ جائز و نافذ نہ ہوگا۔

امام ربانی جناب مجدد صاحب نے مکتوب ۳۱۲ میں فرمایا:

اگر کسے گوید که ماعلم بخلاف آں دلیل داریم گویئم که علم مقلد دراثبات حل وحرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتهد معتبر است ،احادیث رااین اکابر واسطه قرب عهد ووفور علم وحصول ورع وتقوئے ازماذور افتادگاں بهتر مے دانستند وصحت وسقم ونسخ وعدم نسخ آنهارا پیشتر ازما می شناختند البته وجه موجه داشته باشند درترك عمل بمقتضاء حدیث علی

صاحبہا الصلوۃ والسلام وآنچہ ازامام اعظم منقول
است کہ اگر حدیث مخالف قول من بیابید مرحدیث عمل
نمائید مراد ازاں حدیثے است کہ بحضرت امام نہ رسیدہ
است وبنا برعدم علم ایں حدیث حکم بخلاف آن فرمود
است۔

”اگر کوئی کہے کہ ہم اس دلیل کے خلاف علم رکھتے ہیں۔

تو ہم کہتے ہیں: کہ مقلد کا علم حلال وحرام کے ثابت کرنے میں معتبر نہیں ہے
،اس باب میں مجتہد کا ظن معتبر ہے، احادیث کو یہ اکابر حضرات (رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم) کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے اور علم کی زیادتی کی وجہ سے اور تقوی وورع کے
ہونے کی وجہ سے ہم دور افتادگاں سے بہتر جانتے ہیں، صحیح، وغیر صحیح ،منسوخ وغیر
منسوخ کو وہ ہم سے بہت پہلے جانتے پہچانتے ہیں البتہ وہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے مقتضا پر عمل ترک کرنے میں یقیناً ایک واضح سبب رکھتے ہیں اور جو کچھ امام
اعظم سے منقول ہے کہ اگر میری بات کے خلاف حدیث رسول ہو تو حدیث پر عمل کرو!
اس سے مراد وہ حدیث ہے جو آپ تک نہ پہنچی ہو اور اس حدیث کا علم نہ ہونے کی
صورت میں آپ نے اس کے خلاف حکم فرمایا،

ایصال ثواب

ایصال ثواب اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسئلہ ہے شرح عقائد میں فرمایا:

مُردوں کیلئے زندوں کی دعا وصدقہ میں دونوں کیلئے نفع ہے۔

اعمال بدنی ہوں یا مالی دونوں کا مُردوں کو نفع پہنچتا ہے۔

زیلعی میں فرمایا:

اصل اس باب میں یہ ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو
پہنچائے۔نماز ہو یا روزہ حج ہو یا صدقہ قراءت قرآن واذکار اور اس کے سوا جتنے
ابواب بِرّ وخیر ہیں۔اور اس کا ثواب مردہ کی طرف پہنچتا ہے اور اس کو نفع ہوتا ہے۔

ایسا ہی عینی، عالمگیریہ، بحرالرائق، ہدایہ وغیرہ میں ہے۔

اور مولوی اسحاق صاحب دہلوی نے بھی مأئہ مسائل میں لکھا ہے:

دوم آنکہ ثواب اعمال بدنی باشد یا مالی ہردو بالموات مے رسد۔ ایں مذہب
امام اعظم واحمد وجمہور است۔

دوسرے یہ کہ بدنی اعمال کو ثواب ہو یا مالی دونوں مُردوں کو پہنچتے ہیں، یہ
مذہب امام اعظم واحمد اور جمہور کا ہے۔

البتہ معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں فرمایا:

اجماع اس امر پر قائم ہوگیا ہے کہ زندوں کے صدقہ سے میت کا نفع ہوتا ہے

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کہ ایک مرد نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا۔ کہ میری
ماں مرگئی اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو اس کو نفع دے گا؟

فرمایا: ہاں۔

ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضور نے فرمایا:

اگر میت مسلم ہو پس تم اس کی طرف سے آزاد کرو یا صدقہ دو اس کی طرف سے حج کرو! اس کو یہ پہنچے گا۔

طبرانی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

جو قبرستان میں گزرے، گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے پھر اس کا ثواب اموات کو ہبہ کرے تو اس پر پڑھنے والے ایصال ثواب کرنے والے کو بعدد اموات اجر ملے گا۔

فوائد ابوالقاسم زنجانی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو قبرستان میں داخل ہو پھر الحمد اور قل ھو اللہ احد اور الھکم التکاثر پڑھے پھر کہے کہ میں نے اے خدا تیری کلام کا ثواب جمیع اہل مقابر مومنین و مومنات کو بخشا تو وہ سب اللہ تعالی سے اس پڑھنے والے کے شفیع ہونگے۔

اس تحقیق سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ ایصال ثواب خواہ بقراءت قرآن ہو یا کھانا کھلائے یا آزاد کرے یا نماز، روزہ، حج کر کے ثواب بخشے وغیرہ سے منجملہ امور مسنونہ واعمال خیر ہے۔ اور امور مسنون وخیر کیلئے تعین اوقات وتخصیص اوقات شرع مقدس میں ممنوع نہیں بلکہ بہت جگہ وارد اور فعل شارع علیہ السلام سے ثابت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کو مسجد قبا میں تشریف لاتے۔

ہر شروع سال میں شہداء احد کی زیارت کو آتے۔

عورتوں کی درخواست پر ایک دن خاص وعظ کیلئے مقرر فرمایا دیا۔

استسقاء کے واسطے اجتماع مسلمین کا وقت خاص مقرر فرمایا۔

وغیر ذالك من التعینات الشرعیه۔

جس طرح تعیین وتخصیص اوقات موافق اپنے مصالح کے شادی نکاح ختنہ وغیرہ اور دیگر امورات وعبادات مطلقہ میں مسلمانوں کو جائز اسی طور سے اگر کوئی مسلمان ایصال ثواب کے واسطے اگر کوئی دن وقت خاص بنا پر اس مصلحت کے کہ بوقت خاص مسلمان جمع ہو کر بہت مجمعہ ایصال ثواب کریں مقرر کریں۔ تو وہ بلاشبہ جائز ہوگا اس تعیین وتخصیص کی وجہ سے جو واجب یا موقوف علیہ ایصال کا نہیں سمجھا جاتا امر خیر ممنوع نہیں ہو سکتا۔ خصوصا یوم وفات انبیاء واولیاء کہ ان کا روز وصال محبوب حقیقی ہے اور اس وجہ سے اس یوم کو یوم العرس ویوم العید کہا جاتا ہے اور حصول نعمت کے دن کو عید بنانا اور خوشی کرنا سنت ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰى

البتہ اگر کوئی تعیین کو فرض ولازم سمجھے تو یہ فعل قابل اعتراض ہو سکتا ہے اور جہاں تک دیکھا گیا کوئی عامی سے عامی بھی اس کا معتقد نہیں۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی طعن کے بارہ میں فرمایا:

ایں طعن مبنی است برجہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ راہیچکس فرض نمے دانند زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشان بہ امداد ثواب وتلاوت قرآن ودعاء خیر وتقسیم طعام

وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء تعین روز عرس برائے آنست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں مے باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ونجات وخلف را لازم است، کہ سلف خود را بایں نوع برو احسان نماید۔

یا لعن جس پر طعن کیا جا رہا ہے اس کے احوال سے جاہل ہونے کی وجہ سے ہے اس لئے کہ سوائے فرائض شرعیہ مقررہ کے کوئی شخص کسی فرض کو نہیں جانتا، قبور صالحین کی زیارت سے، ان سے تبرک وان کی امداد ثواب وتلاوت قرآن پاک، دعاءِ خیر، کھانا ومٹھائی تقسیم کر کے کرنا ایک خوب صورت اور اچھا کام ہے، علماء کے اجماع سے عرس کے دن کو مقرر کرنا اس لئے ہے کہ یہ دن ان کے دار العمل سے دار ثواب کی طرف انتقال کی یاد دلانے والا ہے، ورنہ جس دن میں بھی یہ عمل واقع ہو موجب فلاح ونجات ہے اور پس ماندگاں کے لئے لازم ہے کہ اپنے آگے جانے والوں کو کسی نہ کسی قسم کی نیکی واحسان کا ثواب پہنچاتے رہیں!

اب اگر کسی مدعی اسلام کے پاس اس امر کا ثبوت ہو کہ تعیین وتخصیص ممنوع ہے اور ہر بدعت سیئہ ہی ہے اور اصل اشیاء میں اباحت نہیں ہے۔ اور نیک کام مقارنت فعل قبیح سے قبیح ہو جاتا ہے اور ایصال ثواب بہ تعیین حرام وممنوع تو پیش کرے حنفیت کی آڑ میں شکار کرنا ٹھیک نہیں۔

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

تیجہ دسواں چالیسواں سب بہ نیت وغرض ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ اور تعیین

تخصیص یوم موجب حرمت وبدعت سیئہ نہیں بلکہ بموجب فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مَارَآهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ۔

مستحسن ومستحب ہے اور اس کو بدعت ورسم بد کہنے والا قبیح نجدیہ ومعتقد دیوبندیہ وغیر مقلدین ہے۔

گیارہویں شریف

گیارہویں شریف بھی بغرض ایصال ثواب کی جاتی ہے۔ تعیین کو لازم نہیں سمجھا جاتا لیکن تعیین محض اس غرض صالح سے ہے کہ خاص تاریخ آنے پر یاد ہو جاتا ہے لوگ جمع ہو جاتے ہیں، کہیں کہیں مناقب پڑھتے ہیں ایصال ثواب کیا جاتا ہے تعیین کے ساتھ اگر ایصال ثواب یا کوئی کام کرنا منع ہو تو پیش کیا جائے ہم مسلمان حق کے سامنے سر جھکانے کو تیار ہیں۔ نیز یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ حکم کس کلیہ کے ماتحت جاری ہوا کہ اگر کسی کو حاجت روا اور کارساز سمجھ کر دیا جائے تو شرک ہے۔

افعال وعقائدِ مسلمین کو شرک بتا کر کیوں شرک اپنے سر لیتے ہو؟

اور مدعی حنفیت بنتے ہو۔ شرم! شرم!

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ باذن اللہ وبہ عطا الٰہی کارساز حاجت روا ہیں اگر احادیث پر ہی نظر ہوتی تو بھی نظر آ جاتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَ اللہِ!

کہنے کا حکم دیا ہے۔ مگر آپ کیا کریں؟

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَالَهٗ مِنْ نُّوْرٍ.

وہابی ہوکر حنفیت کا ادعاء اچھا نہیں!

مجلس میلاد و قیام

محفل مولود شریف کا منعقد کرنا باعث نجات وحصول برکات ومشعر محبت حضور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام ہے۔سلفا خلفا علماء دیار وامصار نے اس کو خود کیا اور مستحب ومستحسن جانا اور دوسروں کو اس کے کرنے کا حکم دیا۔صدہا مسائل درمسائل اس بارہ میں شائع ہوچکے ہیں۔حرمین طیبین زادھما اللہ شرفا وتعظیما میں اکثر خصوصا ماہ ربیع الاول شریف میں بہ تعین یوم ووقت پہ محفل منعقد کی جاتی ہے، ذکر پاک پڑھا جاتا ہے شیرینی وغیرہ ماحضر تقسیم ہوتا ہے چراغاں بھی ہوتے ہیں جو بغرض زینت محفل وقرءت ذکر جلائے جاتے ہیں اور بمطابق حکم آیہ کریمہ۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ اس کو حلال ومباح سمجھتے ہیں ایسی روشنی کو اسراف اور حرام قطعی قرار دینا شریعت پر افتراء ہے۔

مولود شریف میں بوقت ولادت جو قیام کیا جاتا ہے اس میں علاوہ تعظیم ذکر بہ تعین خاص تشبہ بہ ملائکہ کی بھی نیت ہوتی ہے۔مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ پر نظر رکھنے والے اس کو اپنے لئے باعث اجر سمجھتے ہیں۔ذکر کیلئے شرع مقدس میں کوئی تخصیص نہیں کہ بیٹھ کر ہی ہو کھڑے ہوکر بھی ہوسکتا ہے۔اذکروا اللہ قیاما وقعودا پھر اس کو بدعت بتانا حرام ٹھہرانا سوائے ضلالت کیا ہوسکتا ہے، داڑھی منڈوں کے

پڑھنے، گانے، بخیل کرنے سے نفس مجلس میلاد بری نہیں ہوسکتی کہ اقتران فعل قبیح فعل حسن کو قبیح نہیں کرتا جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔

داڑھی منڈوانا ضرور گناہ ہے۔مگر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ داڑھی منڈے کی نماز اعمال صالحہ، ذکر وشغل سب بے کار ہیں۔اس پر ثواب مترتب نہ ہوگا، ایسا کہنا شریعت پر جرأت کرنا اور فقہ، حدیث، قرآن، تقلید وحنفیت کی کچھ پرواہ نہ کرنا ہے یا نہیں۔اور اس پر ادعاء حنفیت فاعتبروا یا اولی الابصار. نیز اگر تعین باعث عیب وخرابی ہے تو ارشاد ہو کہ فلاں قول سے تعین حرام ہے اور اس کو شارع علیہ السلام نے منع کیا۔

مولود شریف میں ذکر خدا وذکر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔

لوگ جمع ہوکر بغرض عظمت ذکر سرًا وجہرًا درود شریف پڑھتے ہیں۔

نظما ونثرا ذاکرین مناقب حضور سید السادات علیہ افضل التحیات والصلوات پڑھتے اور سناتے ہیں۔

اس سے فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

اس خوشی میں مجتمعین کو بغرض ایصال ثواب حضور پرنور کھانا کھلاتے ہیں۔

شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔

بغرض زینت ونظر محفل کو سجاتے ہیں۔

خوشبو سلگاتے ہیں۔

چراغاں کرتے ہیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ اس مجموعہ یا اس کے افراد میں کونسا عیب اور کیا خرابی ہے ادر

کس اصول شرعی کے خلاف ہے؟ اور اگر محض سنہ ایجاد ۱۲۰۴ باعث خرابی ہے تو اس کا ثبوت درکار ہے۔

رہا نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا،

اس کے جواز میں کیوں شک ہے کیا درود شریف پڑھنے کیلئے کسی وقت خاص کا حکم ہے یاصَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا عموم پر دال ہے یا امر ائمہ اربع کے زمانہ میں نہ تھا وہ بے میں ایجاد ہوا کیا عرفاً شرعاً کسی امام کے قول سے عدم ثبوت کی دلیل ہو سکتا ہے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔

کیا علامہ شامی کی عبارت پیش کردہ

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلٰی اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِی الْمَسَاجِدِ وَ غَیْرِهَا اِلَّا اَنْ یُّشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلٰی نَائِمٍ اَوْ مُصَلٍّ

درود شریف کے جہراً پڑھنے سے مانع ہے؟

کیا درود شریف داخل ذکر نہیں ہے؟

کیا مطلقاً ذکر جہری کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے؟

نیز یہ بھی ارشاد ہو کہ استفتاء مولوی عبدالحی صاحب نے جناب کو کیا فائدہ دیا؟ وہ تو ذکر جہری کو اگر بمصلحت دینی ہو حد سے زیادہ بلند آواز سے بھی جائز ٹھہراتا ہے

حنفیت کا ادعا ہے، تو اقوال احناف دیکھو!

وظیفہ یَاشَیْخُ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰهِ

اور وظیفہ امداد کن کا حکم

انبیاء کرام واولیاء عظام علیہم السلام والرضوان سے بعد انتقال ظاہری مثل حالت حیات وسیلہ پکڑنا مدد چاہنا ان کو قریب اور بعید سے پکارنا اور ان کی طرف توجہ کرنا ان کو دربار خدا میں شفیع بنانا ہر طرح جائز ہے۔

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ: ہر کس کہ استمداد کردہ مے شود بوے درحیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات ویکے از مشائخ گفتہ است دیدم چہار کس راز مشائخ تصرف مے کنند درقبور خود مانند تصرفہا درحیات ایشاں

حجۃ الاسلام امام غزالی نے فرمایا: جو کوئی ایسا ہو کہ اس سے اس کی حیات ظاہری میں مدد طلب کی جاتی ہو اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے،

کسی شیخ سے منقول ہے کہ چار مشائخ کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف کرتے ہیں جیسے وہ اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے۔

یا بیشتر حواشی مشکوٰۃ المصابیح میں مندرج کہ امام شافعی نے فرمایا:

خصوصاً اجابت دعا کیلئے قبر حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی تریاق مجرب ہے

صاحب سیرۃ شامی نے عقود الجمان میں فرمایا:

ہمیشہ سے علماء اور حاجتمند لوگ قبر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی زیارت

کرتے ہیں اوران کو اپنی قضاءِ حاجات میں وظیفہ بناتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تذکرۃ الموتے میں فرمایا:

اولیاء اللہ دوستان ومعتقدان رادردنیا وآخرت مدد گاری مے فرمانید دشمناں راھلاك نمایند۔

فرقہ وہابیہ وعلماء اہل سنت میں ہمیشہ یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے مفصل کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ وظیفہ یا شیخ ووظیفہ امداد کن میں اولیاء کرام کی ندا اوران سے طلب مدد ہے ایسے وظائف پڑھنے والا ان حضرات کرام کو متصرف حقیقی مالک اصلی نہیں سمجھتا مظہر عون الٰہی ومقرب بارگاہ سمجھ کران کو دربار الٰہی میں مطابق فرمان الٰہی وَابْتَغُوْآ اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وسیلہ بناتا ہے۔ ان سے مدد طلب کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالے کے مقرب بندے ہیں محبوب ہیں ان کو یہ مرتبہ ملا ہے کہ خدا کے حکم سے اس کے پریشان بندوں کی مدد کریں اپنی ہمت روحانی وتوجہ قلبی صرف کریں اس کے مطلب کی دعا کریں کہ یہ سب امور اسباب کار برآری ہوتے ہیں۔

اور حدیث شریف میں صریح حکم موجود ہے:

اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَاللہِ! اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو!

جیسا کہ حصن حصین میں درج ہے۔

فتاوے خیریہ میں ہے:

یاشیخ عبد القادر فھو نداء اذا اضیف الیه شی، للہ فھو طلب الشی، اکبر امالله تعالی فما الموجب لحرمته؟

ایسا ہی دیگر کتب حنفیہ میں مصرح اور خود حضرت شیخ المشائخ حضور غوث اعظم

رضی اللہ عنہ سے زبدۃ الاسرار میں منقول ہے:

اذا سألتم الله فاسئلوه بی وقال من استغاث بی فی كربة كشفت عنه و من نادی باسمی فی شدة فرجت عنه و من توسل بی الی الله عزو جل فی حاجته قضیت له۔

جب خدا سے سوال کرو تو میرے وسیلہ سے سوال کرو اور جو مصیبت میں مجھ سے فریاد چاہتا ہے میں اس کی مصیبت کو دفع کردیتا ہوں اور جو مجھ کو شدت میں نام لے کر پکارتا ہے میں اس کو کھول دیتا ہوں اور جو حاجت میں میرا اللہ کی طرف وسیلہ پکڑتا ہے میں اس کی حاجت روائی کرتا ہوں۔

کہئے حضور غوث الاعظم نے اس وظیفہ کی کیسی اجازت دی، قرآن وحدیث وائمہ نے امداد کن کہنے کو کہاں منع فرمایا خدا اور رسول وائمہ واکابر پر افتراء کرتے شرماؤ! جائز امور کو ناجائز نہ ٹھہراؤ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور بندہ کہنے والے کافر ہیں

سنی حنفی بھائیو! وہابیوں کے دھوکہ میں نہ آنا!

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ جیسا بندہ و بشر کہتے ہیں۔

حضور کو بڑا بھائی بتاتے ہیں۔

ایلچی وڈاکیہ ٹھہراتے ہیں جو قطعی کفر اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہے اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالے خالق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔

اللہ تعالے معبود یہ عابد و عبد ہیں۔

وہ بھیجنے والا یہ رسول ہیں۔

اور اللہ تعالے نے ان کی بشر پیدا فرمایا بندہ بنایا۔

مگر وہ ایسے بندہ و بشر ہیں کہ شریک سے منزہ ہیں۔

ذات وصفات میں ان جیسا مجموعہ خوبی نہ کوئی ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

خود صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ، کون تم میں میرا مثل ہے یعنی کوئی میرا مثل نہیں۔

وہ محبوب خدا ہیں۔

وہ افضل رسل اور انبیاء ہیں

وہ محمود، محمد، حامد واحمد ہیں۔

وہ اول وآخر ظاہر و باطن ہیں۔

وہ رءوف ورحیم عزیز وحمید ہیں۔

مظہر ذات ومظہر صفات الٰہی ہیں۔

وہ اول شافع واول مشفع ہیں۔

وہ باعث تخلیق آدم وعالم ہیں۔

وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

وہ اسود واحمر کے حاکم ہیں۔

وہ کارخانہ الٰہی کے خزانوں کے مالک ہیں۔

وہ قاسم نعم الٰہی ہیں۔

ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔

ان کی ایذاء خدا کی ایذاء ہے۔

انہیں دنیا میں ظاہری آنکھوں سے رویت الٰہی ہوئی۔

وہ آگے پیچھے سے یکساں دیکھتے ہیں۔

تمام علوم غیبیہ پر بعطاء الٰہی ان کی نظر تھی اور ہے۔

وہ سمیع وبصیر ہیں۔

وخبیر مظہر ہیں۔

اب بھی زندہ ہیں۔

پکارنے والوں کی پکار کو سنتے ہیں۔

ان کے سامنے ہر ہفتہ میں دوبار اعمال امت پیش ہوتے ہیں۔

وہ اب بھی سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔

ان کی مرضی پر عالم کا فیصلہ ہوگا۔

خدا تعالے ان کی مرضی چاہتا ہے۔

وہ مختار و مالک ہیں۔

ان سے عالم کو نفع پہنچتا ہے۔

اور ان کا ذکر خدا کا ذکر ہے۔

اذان نماز میں ان کا ذکر شامل ہے۔

ان کا تصور ہر دم نفع رساں ہے۔

ان کے فضلات طیبات طیب وطاہر تھے۔

ان کی چاہنے والے محبت رکھنے والے خیر البریہ ہیں۔

جس کو جنتی بنایا جنتی ہوا۔

ان کی شفاعت پر بروز قیامت تمام عالم کا فیصلہ ہوگا۔

ان کی موت وحیات دونوں ہمارے لئے خیر ہیں۔

ان کے مزار مقدس کی زیارت موجب شفاعت۔

ان کے آثار کریمہ کی تعظیم باعث نجات وسعادت۔

ارواحنالہ الفداء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم الف صلوۃ و تسلیم فی کل لحظۃ وحین!

منزہ عن شریک فی محاسنہ   وجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

رخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب کوئی دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

لیکن دیوبندیہ وفرقہ نجدیہ وہابیہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بشرو بندہ کہتا ہے۔ کہ

وہ مثل دیگر بندوں کے عاجز ہیں۔

عجز میں برابر،

عدم قدرت وعدم فریادرسی میں نبی، جن، شیطان، بھوت، پری میں کچھ فرق نہیں ا۔

ن کی نذرونیاز شرک ہے۔

ان کی زیارت کو دور دور سے قصد کر کر سفر کرنا شرک ہے۔

ان کے مزار مقدس پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ان سے مراد مانگنا ان کا پکارنا

شرک ہے۔

یہ اللہ کی شان کے آگے (معاذ اللہ) چمار سے بھی ذلیل ہیں۔

ان کو علم غیب نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

وہابیہ کے نزدیک چوڑا چمار نبی ولی بندہ ہونے میں ایک حیثیت رکھتے ہیں

ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں تصور گاؤ۔خر کے تصور سے بدرجہا بدتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بالوجاہت نہ ہوگی۔

جو ان کو اپنا ولی سمجھے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔

انبیاء ہمارے بھائی ہیں ان کی تعظیم مثل بڑے بھائی کی تعظیم کے ہے۔

پس ان کو غیر کی حمایت ووکالت کی طاقت کہاں ہے؟

پس کسی کی حمایت پر اعتماد نہ کرو۔

میری لکڑی محمد سے مجھے زیادہ نافع ہے۔

پیغمبر کے آثار ومشاہد ومجالس وذکر کی تعظیم مثل بت پرستی ہے۔

جو کوئی بوقت حاجت بجائے یا اللہ یا محمد کہے اگر چہ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ بندہ غیر متصرف ہیں تو بھی مشرک ہو جائے گا۔

جو عند اللہ ان کی شفاعت کی امید رکھے وہ مجنون ہے۔

یا محمد اغثنی للہ کہنا شرک ہے۔

ان کے نزدیک پیغمبر قبر میں مٹی ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ پر سید کا اطلاق جائز نہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سوائے عبداللہ اور رسول اللہ کے منع ہے۔

انبیاء ناکارہ ہیں ہو غیر ذالک من الکفریات

مسلمانو! سوچو! غور کرو!

جو کوئی ایک نبی علیہ السلام خصوصا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بندہ و بشر کہے۔

اور ان حضرات کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھے۔

وہ کیسا مسلمان ہے۔

کیا قرآن وحدیث صحابہ واہل بیت ائمہ امت نے رسول اللہ کو بشر و عبد بنا کر ان کے ساتھ انہیں عقائد کا حکم دیا ہے؟

کیا یہ انبیاء کرام خصوصا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و توہین نہیں؟

اور ایسا کہنے والا کیا مسلمان ہو سکتا ہے؟

اور یہ اقوال کفریہ اقوال ہیں یا نہیں؟

جو مولوی عالم ان کفریہ اقوال سے روکے وہ عالم ربانی ہے یا نہیں۔

سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بشر کہنے والا اور پھر قرآن وحدیث واقوال ائمہ سے سند لانے والا خدا اور رسول خدا اولیاء وصلحاء قرآن حدیث سب پر افتراء کرنے والا ہے اسلام سے اسے کچھ علاقہ نہیں۔

خدا اور رسول و دین و مذہب سب اس سے بیزار ہیں

جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بشر و بندہ سمجھے وہ ایسا ہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) خدا کہے۔ بشر و بندہ نہ سمجھے۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

جو ایسوں کو کافر نہ کہے۔ وہ خود کافر و مستحق لعنت واللہ الھادی!

مگر وہابی اسماعیلی باتباع پیشوایان خود ایسا کہنے کرنے پر مجبور۔

ان کے مذہبی اصول کا مبنیٰ ہی توہین الٰہی و توہین کلام الٰہی و توہین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء واصفیاء سلام اللہ علیہم وتکفیر مسلمین اہل دین اور قیاس اور اجماع امت کو لغو و مہمل سمجھنا ہے۔

ادعاء اتباع کتاب وسنت کرتے ہوئے خاص درودوں اور استعانت وتوسل غیر اللہ کو شرک بتاتا ہے۔

قصد زیارت نبی رحمت علیہ الصلاۃ والتحیہ سفر مدینہ باطلہ کو حرام بتانا۔

مقابر و آثار و مشاہد کی تعظیم کو بت قرار دینا۔

ان کی اہانت کرنا توڑنا پھوڑنا۔

آیات متشابہات کو ان کے معنی لغوی ظاہری پر محمول کرنا۔

اور کافہ اہل اسلام مقلدین کو مشرک واجب القتل مباح الدم ومال سمجھنا ہے

جیسا کہ شیاطین النجد کے اقوال وافعال سے ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے۔

اگر حالات موجودہ ابن سعود اور اس کے اتباع ہی کو دیکھا جائے تو یہ معمہ حل ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ وہابیہ شر الخلیقہ اور ان کے علماء علماء سوء ہیں۔

دور نہ جایئے!

ابھی جو مجموعۃ التوحید نامی رسالہ مطبع ام القری مکہ میں ۱۳۴۳ھ میں امیر عبد العزیز نے طبع کرایا ہے اور اس کی تعلیم دی جا رہی ہے اس میں صاف طور سے مداح نبی کریم علامہ بوصیری صاحب قصیدہ بردہ کو بربنا مدحت یہ کہہ کر کہ اس نے شرک فی الربوبیت والالوہیت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم وملک الٰہی میں شریک ٹھہرایا کافر ومشرک ٹھہرایا ہے۔ نیز لکھا کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز نہیں۔

اللہ تعالے سے یہ دعا مانگنا کہ اے مالک بِفُلَانٍ اَوْ بِاَنْبِیَائِکَ مکروہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب شفاعت کو بعد وفات نبی اللہ پسند نہیں فرماتا۔

اور محبوب نہیں رکھتا۔

علامہ فخر رازی اور ابو معتر بلخی وغیرہ سب توحید سے جاہل تھے (یعنی مشرک)

ساری کتاب انہیں خرافات سے پر ہے۔

حال میں علماء مکہ کو دبا کر فتوٰی دیا ہے کہ یا رسول اللہ کہنا شرک اور کہنے والے مشرک۔

امیر عبد العزیز نجدی کی جماعت کے سوا تمام اہل عالم مشرک ہیں۔

اور کتاب مجموعۃ التوحید کا مکہ میں درس لازم کر دیا ہے۔

اس کو بھی چھوڑیئے!

دہلی، لاہور وامرتسر کے مولویوں اور مولوی فاضل وظفر صاحب ہی کو دیکھیے کہ کیا کیا اسلام سوز شرافشانیاں فرما رہے ہیں۔

تمام مزارات ومقامات متبرکہ ومشاہد مکہ معظمہ بت اور سومنات بتا رہے ہیں اور اس کے جواز کے فتوے دیئے جا رہے ہیں۔

اور جو ابن عبد العزیز کو سلطان وغازی اور رہنماءِ اسلام نہ مانے اور اس کے عقائد باطلہ کو حق نہ کہے وہ طاغوت پرست بت پرست مشرک ہے۔

اعاذنا الله و جميع المسلمين من هذه الهفوات ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم!

مسلمانو! یہ وہابیوں کے عقائد کا نمونہ مشتے از خروارے ہے یہ مولود شریف، قیام، درود شریف، ایصال ثواب ورد اذکار سب کو بدعت سیئہ بتا کر تم سے تمہارے اسلاف کو برا کہلوانا

تمہیں اجر وثواب سے محروم رکھنا۔

تمہارے علماء کو علماء سوء خلاف کتاب وسنت کہلوانا چاہتے ہیں

اور اصلی مقصد ان کا وہی نجدی مذہب پھیلانا ہے۔

تم صاف کہو کہ ہم رسول اللہ کو بشر وبندہ جانتے ہوئے ان کو محبوب خدا شافع روز جزا بعد از خدا بزرگ ومستحق ہر صفت وثناء امکانی جانتے ہیں۔

خدا نہیں خدا نما ہیں۔

ان کے ذکر کو خواہ بحالت قعود ہو۔

خواہ بحالت قیام ذکر الٰہی سمجھتے ہیں۔

درود شریف کو افضل اذکار اور باعث قرب دربار رسالت سمجھتے ہیں۔

خواہ سراً ہو یا جہراً ایصال ثواب سے مردوں زندوں سب کو فائدہ ہے۔

تعیین خاص کو لازم نہیں سمجھتے ہیں۔

مگر تمہاری طرح حرام اور موجب حرمت بھی نہیں ٹھہراتے۔

اس وجہ سے مولود و نیاز بلا تعیین ہی اکثر کراتے ہیں۔

تیجہ، دسویں، چالیسویں کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔

انبیاء اولیاء کو دربار الٰہی میں وسیلہ وذریعہ سمجھ کر ان سے استعانت چاہتے ہیں مدد مانگتے ہیں۔

اور ہماری شریعت نے اسے حرام نہیں بتایا۔

بلکہ اعانت کے طلب کا حکم دیا۔

ہم بدعات حسنہ کو مستحسن سمجھتے ہیں۔

فرض واجب سنت نہیں جانتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و برزخ و محشر میں شافع و نافع جانتے ہیں۔

انہیں کی محبت میں جینا، مرنا، اٹھنا چاہتے ہیں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ،واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

كتبه عبده المذنب

سید ابوالبرکات سید احمد،،،

حفظه عن شر كل حاسد اذا حسد

حررہ محمد ابراہیم حنفی القادری البدایونی غفرلہ

خویدم الطلبہ فی مدرسہ العلوم الکائنۃ فی بلدۃ بدایون

ربیع الثانی شریف ۱۳۳۵ھ

میں نے اول سے آخر تک اس رسالہ وتحریر کا مطالعہ کیا میرے علم ناقص میں اہل السنت والجماعت اور احناف کے عقیدہ کے موافق ہے۔ حنفی بھائیوں کو چاہئے لفظ حنفیت دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں اوہ حقیقت میں حنفیت نہیں ہے بلکہ حنفیت سے علیحدہ کرنا اور غیر مقلد بنانا ہے لہذا ایسی کتابوں اور ایسے حضرات سے اپنے آپ کو دور رکھیں اور بچائیں! اور خدا سے امید ہے کہ مجھ کو اور کل حنفی بھائیوں کو اس قسم کے دھوکہ اور وساوس سے محفوظ رکھے گا وبہ الاعتصام۔

حررہ مشتاق احمد غفرلہ

خویدم الطلبہ فی مدرسہ شمس العلوم

بدایون

غیر مقلدہ وہابیہ عورت کا پوری شریعت پر مزہ دار عمل

امام غیر مقلداں مولوی نذیر حسین صاحب آنجہانی کے ایک معتقد خاص قربان علی بانسوی نے ان کے اور حیدر علی وعبدالحق وقنوجی وغیرہم وہابیہ کے اقوال و فتاوی پر مشتمل ایک رسالہ تحفۃ المومنین لکھا کہ مطبع نولکشور لکھنؤ میں بعد نظر ثانی مولف چھپا اس کے صفحہ ۷ پر ایک فتوے میں صاف لکھدیا کہ پھوپھی کے ساتھ نکاح درست ہے۔

جامع الشواہد میں ایک دوسرے غیر مقلد صاحب کا فتوے منقول کہ سوتیلی خالہ سے نکاح حلال ہے۔

خود نذیر حسین صاحب دہلوی نے ایک وقت فتویٰ دیا تھا کہ دودھ کے چچا کو بھتیجی روا۔

کلکتہ سندر یا پٹی سے ۱۳۱۷ھ میں سوال آیا تھا کہ ایک غیر مقلد نے اپنے ایک عالم کے فتوے سے اپنے سگے بھانجے کی بیٹی سے نکاح کرلیا اور واقعی

گر ہمیں مفتیاں ہمیں افتاء　　دختر و مادر حلال خواہد شد

اب فرض کیجئے کہ انہیں فتووں پر عمل کر کے ایک غیر مقلد عورت وہابیہ نحلت نے صبح کے وقت اپنے سگے بھتیجے یا سوتیلے بھانجے یا دودھ کے چچا یا باپ کے ماموں صاحب سے نکاح کیا اور وہ حضرت بھی اسی کی طرح غیر مقلد وہابی تھے جنہوں نے اسے حلال وشیر مادر سمجھ لیا یا جانے دیجئے یہ فتوے نئے ہیں۔ تو غیر مقلد صاحبوں کے پرانے پیشوا اور ظاہری کے نزدیک تو جورو کی بیٹی حلال ہے جب کہ اپنی گود میں نہ پلی ہو۔

یوں غیر مقلدہ نے اپنے سوتیلے باپ غیر مقلد سے نکاح کرلیا پھر دن چڑھے ایک دوسرے غیر مقلد صاحب تشریف لائے اور اس نوجوان آفت جاں سے فرمایا:

کہ یہ نکاح باجماع ائمہ اربعہ باطل محض ہوا تو ہنوز بے شوہر ہے اب مجھ سے نکاح کرلے غیر مقلدہ بولی کہ ہمارے مذہب کے تو مطابق ہوا ہے اس پر وہابی مولوی صاحب نے بکمال شفقت فرمایا کہ بیٹی ایک ہی مذہب پر جمنا نہ چاہیے اس پر شریعت پر عمل ناقص رہتا ہے بلکہ وقتاً فوقتاً ہر مذہب پر عمل ہو کہ ساری شریعت پر عمل حاصل ہو غیر مقلدہ بولی کہ اچھا مگر نکاح کو تو گواہ درکار ہیں وہ اس وقت کہاں؟ کہا اے نادان

لڑکی امذہب امام مالک میں گواہوں کی حاجت نہیں ہے، میں اور تو اس پر عمل کر کے نکاح کرلیں! پھر بعد کو اعلان کردیں گے، چنانچہ یہ دوسرا نکاح ہوگیا۔

دوپہر کو تیسرے غیر مقلد صاحب تشریف لائے کہ لڑکی تو اب بھی بے نکاح ہی ہے ائمہ ثلثہ کے نزدیک اور خود حدیث کے حکم سے بے گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا۔ حدیث میں ایسیوں کو زانیہ فرمایا میں دو گواہ لے کر آیا ہوں مجھ سے نکاح کرلے اس نے کہا اس وقت میرا ولی موجود نہیں وہابی مولوی صاحب نے فرمایا بیٹی تو نہیں جانتی ہے کہ حنفی مذہب میں جوان عورت کو ولی کی حاجت نہیں ہم اس وقت مذہب حنفی کا اتباع کرتے ہیں۔ اس پارسا کو تو ساری شریعت پر عمل کرنا تھا لہٰذا یہ تیسرا نکاح کرلیا۔

تیسرے پہر کو چوتھے غیر مقلد صاحب آدھمکے کہ بیٹی تو اب بھی بے شوہر ہے حدیث فرماتی ہے کہ بے ولی کے نکاح نہیں ہوتا۔ اور یہی مذہب امام شافعی وغیرہ بہت ائمہ کا ہے میں تیرے ولی کو لیتا آیا ہوں۔ کہ اب شرعی نکاح مجھ سے ہوجائے اس نے کہا تم میرے کفو نہیں نسب میں بہت گھٹ کر ہو۔ کہا تیرا ولی راضی ہے تو بھی راضی ہوجا! تو پھر غیر کفو سے نکاح اکثر ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔ اسے تو پوری شریعت پر چلنا تھا۔ غرض چوتھا نکاح ان سے کیا۔

نچوڑ کے وقت دو گھڑی دن رہے پانچواں غیر مقلد صاحب بڑی تزک سے چمکے کہ بیٹی تو اب بھی کواری ہے ہمارے بڑے گرو ابن عبد الوہاب نجدی و ابن القیم و ابن تیمیہ صاحبان سب حنبلی تھے۔ حنبلی مذہب میں غیر کفو سے نکاح صحیح نہیں اگرچہ عورت و ولی دونوں راضی ہوں یہ چوتھا تیرا کفو نہ تھا اب مجھ سے نکاح کر غیر مقلدہ سجدہ شکر میں گری کہ خدا نے چار ہی پہر میں پانچوں مذہب کی پیروی دے کر ساری شریعت

پر عمل کروادیا یہ کہہ کر پانچویں باران سے نکاح کرلیا۔

اب وہابی صاحب فرمائیں کہ وہ وہابیہ ایک کی جورو ہے یا پانچوں کی اگر ایک کی ہے تو باقیوں کو اس ایک ہی مذہب کی پابندی پر کس آیت یا حدیث صحیح نے مجبور کیا ہے وہ کیوں نہیں؟ مذاہب مختلفہ پر عمل کر کے اسے دوسروں کیلئے غیر محصنہ اور ہر ایک اپنی جورو نہیں سمجھ سکتے اور وہ بچاری وہابیت کی ماری کیوں پوری شریعت پر عمل سے رد کی جارہی ہے؟

اور اگر ہاں اجازت ہے کہ لامذہبی کی بدولت پانچوں صاحب اسے اپنی جورو جانیں اور وہ پارسا نازنین پوری شریعت پر عمل کرنے کو ہر شوہر کی باری میں ظاہری مالکی حنفی شافعی حنبلی پانچوں مذہب پر عمل کرتی کراتی رہے۔

تو ہم کیا عرض کریں؟ مگر اپنے ہی ہم مذہب کی بنائی ہوئی کتھا کا وہ مستزاد یاد کرلیجئے کہ

درو پدی رانی مہا بھوانی ارجن جی کی ناری پانچوں پنڈے تنکو بھوگیں اپنی اپنی باری

کہو یہ کون دھرم ہے؟

نمقه الفقیر

ابوالبرکات سید احمد سنی حنفی الوری